

AKHBAR
OUDH PUNCH
LUCKNOW
VOLUME IX
جلد نہم
1924
۱۹۲۴ء
ہفتہ وار باتصویر
TO BE INVITATED TO BUT NOT TO DICTATE UNTO OTHERS
WISE MAN IS NOT
H. B. KHAN ARTIST OODHWAR LUCKNOW

کوکب

یعنی

ایک اُردو رسالہ جو ملک کے قومی سیاسی ادبی - اور اخلاقی پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہوا ہر مہینہ میں اُترولہ سے (زیر ادارت غلام حیدر خاں) نہایت آب و تاب سے نکلتا ہے - مشاہیر و مقتدر اہل قلم کے مضامین کا مجموعہ - شعر و سخن کا گلدستہ قابل دید پرچہ ہے

چندہ سالانہ عوام سے ہے - روسا و امرا سے صرف (چار روپیہ) للعہ قیمت فی پرچہ ۵/۔

اُجرت اشتہارات نہایت ارزاں

نرخنامہ دفتر سے طلب کیجیے

نمونہ صرف آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیجکر مفت منگا کر ملاحظہ فرمائیے امید کہ پسند خاطر ہو۔

المشتہر

منیجر رسالہ کوکب اُترولہ ضلع گونڈہ

ہندوستان کا سب سے سستا روزانہ اخبار

سبیل امرتسر

جو دائے عامہ صاف اور مجلا آئینہ تازہ خبروں کا اپٹوڈیٹ ذخیرہ ہے جس میں ملکی و قومی معاملات پر آزادی و دیانتداری سے بحث کی جاتی ہے اور یہ پرچہ جسکا ماہوار چندہ صرف (ایک روپیہ مع محصول ڈاک ہے - اگر آپ

مفت

ملاحظہ فرمانا چاہتے ہیں تو وی پی ایک پیسہ کا ٹکٹ منیجر روزنامہ سبیل امرتسر کے نام بھیجکر ایک ہفتہ کے لیے خریدار بن جائیے - اور آئندہ سال بھر تک اخبار مفت دینے کی شرط آپ کو کیا کیوں دی جانے کی جو بہت ہی آسان اور سہل ہے۔

ہر شہر میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے جنھیں معقول کمیشن دیا جائے گا - مشتہرین اس میں اشتہار دے کر بہت فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

ایک فلسفی

یعنی

مرحوم مولانا کرامت حسین صاحب جج ہائیکورٹ الہ آباد کے کارنامہ خلائق مستغلت پر وہ نادر تصنیفات ہیں جنھوں نے اُردو زبان کو علمی بنا دیا ہے جو ملک کے ہر ایک بچہ کو پڑھ جایئے اور کام کا آدمی بنا لیجیے اگر خود پڑھیے تو زندگی کی قیمت بڑھ جایئے۔

علم الاخلاق مسلم گرلز اسکول کے کورس میں داخل تھی اُردو یونیورسٹی حیدرآباد دکن کے نصاب تعلیمی میں شامل تھی - مجلد قیمت مع محصولڈاک ... عہ

افراد کا سبب - پیشہ ور کے مطالعہ کی چیز ہے - اُردو ۱۲ار

الدین اور الکون یعنی مذہب سائنس مجلد ۱۰ار

امور عامہ - قوت عقلی کا کارنامہ - قیمت ۲ ر

زائد خریداروں کو کمیشن معقول دیا جائے گا

المشتہر :- منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شنجر طلا

کجی - لاغری اور کمزوری کے لیے نفع بخش ہے اور بیحد قوت پیدا کرتا ہے - خوشبودار اور طاقتور بھی ہے تندرست اور معمولی مریضوں کے لیے عجب تماشا اسکے لگانے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے - اور روزانہ کیفیت خاص محسوس ہوتی ہے قیمت ع (پانچ روپیہ) نمونہ کا بکس صہ مع محصولڈاک

ماڈل اینڈ کمپنی پوسٹ بکس ۸۹۲
رنگون ملک برہما

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

منظوم سفر نامہ عراق

عجب و غریب نظم ہے جسمیں اوستاد کی شاعرانہ اُستادی سے فائدہ اٹھایئے قیمت فی جلد ہر ٹکٹ بھیجکر بھیجے وی پی اور منی آرڈر مہمیت ہے

المشتہر :- منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سرکار سے رجسٹری کیا ہوا

سند یافتہ

بالاو پان کی دوا

کھانسی - بخار - دست - سر درد وغیرہ اور ان کے اثر بچوں کے ہر ایک مرض کی ایک بے مثال دوا ہے - جیسے صرف چند قطرے پانی میں ڈال کر پی لینے سے ایک ہی خوراک میں پورا فائدہ دکھاتے ہیں قیمت فی شیشی ۱۲ ایک درجن شیشی ایک ساتھ خریدنے سے عہ اور ڈاک محصول معاف ویدا کرد حکیم اور عطاروں کو نمونہ مفت

دردوغ کیسری یعنی داد کی دوا

بلا کسی جلن اور تکلیف کے داد کو صرف ۲۴ گھنٹے میں آرام کر دینے والی یہی ایک دوا ہے قیمت فی شیشی ۱۲ بارہ شیشی ایک ساتھ منگانے سے ڈاک خرچ معاف - قیمت عہ

بال سدھا

کمزور دبلے پتلے - اکثر بیمار رہنے والے بچوں کو موٹا تازہ اور طاقتور بنانا ہو تو اس شیشی منگا کر دیجیے فی شیشی ۱۲ار بڑی فہرست منگانے پر ہر ایک کو مفت ملے گی - ہر شہر میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے

پتہ :- سکھ سنچارک کمپنی متھرا

قصہ ہے یا ظرافت کی جان

اُردو میں آج تک اس قصہ کا مثل نہیں ہے

چھپ گیا!

یہ پُرلطف ظرافت قصہ اودھ پنچ کے ساتھ مسلسل شائع ہو رہا ہے اسکے صفحات بطور سال علیحدہ بھی مرتب کیے گئے ہیں ابتدائے ۱۹۲۲ء سے جو حضرات اودھ پنچ کے خریدار ہیں اُنھوں نے مسلسل ملاحظہ کر لیا ہوگا لیکن سہ ماہی و ششماہی خریداران اودھ پنچ قصہ کے [illegible] سے ناواقف ہوں گے۔ یہ مرتب قصہ [illegible] شائقین کو پورا کر سکتا ہے

قیمت علاوہ محصول ڈاک عہر

المشتہر :- منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۹ — مضامین غیر — نمبر ۳۲

یکشنبہ ۲۴ اگست سنہ ۱۹۲۴ء

دروغ

از طبع مرحوم محمد صادق گروسی متخلص بسرخوش ایرانی

مقصود ما اگر بخوشی نماد دروغ
ماشنیا کہ شیوۂ ما شعر و شاعری است
ہر طبعی اقتضائے دگر میکند و لیک
باشد روا بکیش و بآئین شاعری
کذب ار گناہ ست شیوا در شرع شاعراں
رانند گہ ز شام و گہے ز سحر سخن
دروغ آنکہ کید و درم بذل میکنند
در شکر ناسزا و سزاوار نیستند
بندند گہ بر زم فلاں پہلو افترا
ثنائے آں ہمانا بود ز شاعراں
دروغ ہم دروغ مسیحا سزا گفتہ اند
مانند قیصر کہ اگر تیر رفت بنگری
آنرا کہ شاہنامۂ استاد طوسی است
گر خوانی بخود گریا نست حدیث
دستاں کہ بود ہم سیمرغ افترا
آں تیز جنبد بعد دیو دروغ صرف
پرخاش ہفت لشکر دیکار ہفتخواں
بر رستم اکتفا نمودہ است گفتہ ہست
صد جا دروغ گفتہ و یکجا نگفتہ ہست
آرش زدن خدنگ چناں در عجب
دیگر نظامی آنکہ نظم او ستاد ما است
در چین نشد سکندر و روم خطا خطا
آب بردن سیاہ بہ ظلمات ترہات
بہر آم گو بود دختر گان فسانہ سنج
من معتقدی کہ کذب مراسل خیال گفت

زیرا کہ ہست پیشۂ ما شغل ما دروغ
ماییم گہ ز نخل و گہے از حنا دروغ
جز طبع شاعراں کہ کند اقتضا دروغ
در دین احمدی است اگر ناروا دروغ
در شرع اگرچہ خوش نبود از شما دروغ
گویند گہ ز ظلمت و گاہ از ضیا دروغ
گویند اگر رضا و اگر نارضا دروغ
مانند اگر سزا و اگر ناسزا دروغ
خوانند گہ بہ بزم فلاں پادشا دروغ
گردند چوں بروز شکستن بنا دروغ
تنہا نہ گفتہ اند ہمیں رہنما دروغ
از ابتدائے اوست الی انتہا دروغ
از انتہائے آں ہمہ تا ابتدا دروغ
یکسر خبر دروغ بود مبتدا دروغ
رستم ز دست گردن دیو دغا دروغ
و افگندنش بہ بحر ز دروغ ہوا دروغ
بلہ بود با عصا کر چین و خطا دروغ
از سام تا فریدون تا بر نیا دروغ
تا گوئیش کہ گفت ہیچگاہ دروغ
بہمن شغلی بہ کام دہاں اژدہا دروغ
در دشت گفتہ است ز سر تا بپا دروغ
با آں کنیزکی ہمہ ماجرا دروغ
ماں دیدن و نخوردن آب بقا دروغ
با گنبد کبود و سپید و سیاہ دروغ
ختنی کہ بودہ است مرا معتقد دروغ

وان انوری کہ سرور ایں قصیدہ ہست
تخلیست طبع طالئہ ہرزہ شاعراں
کردار و کار ایشاں نگہ یگانہ ہست
گر نیند تیر آں ز سنگ بر سما گذشتہ
گو بستہ زندہ در شب سوز نقشے
از حق نمیکند حیف و بہر تم
گر دیگراں ز فخر دروغی سرودہ اند
مانند از قضا و قدر سبکہ گفتہ اند
وانند دادگر ز اہل جو عاستم
گر نیند مثل ابد جہان کامراں جہاں
گر و چیدہ وادر وغ و بپرخچہ پرشوم
غیر از دروغ ہیچ نخواہند دید داد
تنہا نمی کنند بہ بیگانہ افترا
صد بار ہست گفتہ ایشاں دروغ تر
ہم خود دروغ گفتہ و ہم خود سرودہ اند
گوید گہ ز دیو و سلیماں دروغ ہا
رستم کہ کردہ ایں ہمہ جنگ جدل خدنگ
جنا فترا و کذب شمارند ہیچ کار
ما شنا کر دست گویند ایں کہ نماز و صوم
شاہاں پئے گرفتن شہرے و شاعراں
دانند حرص و طبع گدایاں ملا جرم
بر رو شتند پائے آں را ز لبس ملت
در عیر تم کہ چند نخواہند گفتنا
صورت پئے پرستی اگر کذب ایں گروہ
آنانکہ موقنین از ایں فرقہ گفتہ اند
گویند پوریا بغنودی بہ بوریا
چوں صرفیند و شاعر و کذاب سرکنند
ہر نے کہ ز ذکر اماز ایں نعرہ را نہادند
بنہند پا بمنبر و با مرتبہ سرکنند
از بہر آنکہ چشم سیہ تید و تر شود
بہتاں گے زنند بہ اولاد بوتراب
بندند گہ ز زینب و کلثوم افترا
بعضے کہ واعظند ازیں قوم گفتہ اند
واناکہ زیں جماعہ موخ سرودہ اند
آرند گہ ز کردۂ چنگیز خاں مثل

گفت از سخائے شمر گیتی کشا دروغ
گرمش دلیشہ کذب با عہد و نقض و فا دروغ
شمل و شوا رشاں بہ صباح و مسا دروغ
راند از کی جنگ گہ سالغیب سا دروغ
گہ برہ را سرودہ ہیچ جز ادا دروغ
گویند بہ ماتگے ایں فرقی چہا دروغ
گویند ایں گروہ بہ فقر و عنا دروغ
گاوا ندر قدر دروغ و گے از قضا دروغ
لیکن بہ جا دروغ بود در روا بجا دروغ
سوگند میخورم بخدا کایں دعا دروغ
آنرا کہ گفتہ اند بہ مدح و ثنا دروغ
آدم کہ بود در دروغ چناں راجرا دروغ
گویند از عشائر و از اقربا دروغ
سیمرغ اگر دروغ بود کیمیا دروغ
کے آفریں کو حزب ہمای حسنبا دروغ
سانند گہ ز دست بن برخیا دروغ
حاتم کہ کردہ کہ ایں ہمہ بذل عطا دروغ
با افترا کنند سرایند یاور دروغ
گفتن بجائے نظم تواستند نا دروغ
گویند از برائے کلاہ و قبا دروغ
مانند گہ ز شاہ و گہے از گدا دروغ
ہر نہ فلک فراشتہ اینک لوا دروغ
ایں شاعراں شوم شیاطین ستا دروغ
لاغنک کہ ہر شہی ز سمک تا سما دروغ
گاہے ز بایزید گہ از پوریا دروغ
آرام بوریا بسر بوریا دروغ
زاں صوفیان صاف دل با صفا دروغ
گاہے ز شہر شام و گہ از کربلا دروغ
از واقعات کرب و بلا بر ملا دروغ
گویند از خدا و رسول خدا دروغ
سوگند گہ خورند بآل عبا دروغ
خوانند گہ ز حضرت خیر النسا دروغ
گاہے ز خوف کذب و گہی از رجا دروغ
از داستان و تاریخ دانند ریا دروغ
خوانند گہ ز قصۂ آل نقوا دروغ

تا آن دو قول امضیء دینار است کذب — چنگیز و نیز آنچه سکندر رساند دروغ
گویند ما سخن و مردم بیان کنند — از دنیا کہ طالب اولیاء دروغ
در کشف و لیا چو بماند سر گشتہ — از معجزات سلسلہ انبیاء دروغ
تا چند ہی دروغ مگو بیند از کیا — اتحاد کہ بس قبیح بود از کیا دروغ
سر این اگر مراد شمارم تو از کیا — زیرا کہ گفتہ اند بسے از کیا دروغ
گر با طبیب شان سرکار اوفتند گشتند — افسانہ ہاست چند زرد و دوا دروغ
گویند کاین بہ شک و مسیح است و مسیح — بیمار مردہ را ز بشارت شفا دروغ
از اہل بارہا بستانند بارہ — گویند پارہ پارہ ہمی پارہ ہا دروغ
وارند چون مسیلمہ در کذب اشتہار — از بسکہ کردہ اند بیان وا وا دروغ
مزدور جاز ریاست و دروغ گمان میں — مانند معتبر شدہ ما بہ ریا دروغ
فرامو دردی عبارہ و گفتہ اند — در باب از حکایت و افسانہ ہا دروغ
آخر دو طائفہ سرا نیند تا چند — از نحسی و سعادت بوم و ہما دروغ
سر خوش تو شعر و شاعری اے دوں کجا — گر شعر و شاعری است کنوں ما دروغ
حیف است بادہ جو سنہا سے صدق دوستی — کیں طبع آدمی بکنند الفت با دروغ
لیلے نبے و مجنوں مردے است از عرب — از حسن و عشقشان ہمہ ہی جا دروغ
دروغ ہر دو کہ دنیا ز نفع است — ما چند در بر دل من ہیچ و شنا دروغ
بارے اگر دروغ بگوئی تو آفتاب — نے آنکہ سر کشی ز ثنائے سما دروغ
آخر چہ سے ید ما از صدق و راستی — کی شد ثنا درست ہمیت و ثنا دروغ
ہم گو صادق است چہ بہتر شود بہ — در پیش اہل ہوش و ہنر ما صدق و دروغ
بودی اگر دروغ پسندیدہ چیز بہ — از صدق سے خدا نے نمودی خدا دروغ
در خود دروغ منکر و نہ بر وم نوشتہ است — ہرگز نہ گفتہ اند ہیرا و انبیا دروغ
غیبت و دروغ باشد ور وہ ہیں صحبت خدا — کا بجا شمرد و اندا شد از نما رہ دروغ
جز و صفت ذات واجب بیا راج تیسیں — باشد شنا ہیچ دگر ما سوا دروغ
با آنکہ قول کذب کسند ہی است بس رسا — در جنس راست راہ است بجز نارسا دروغ

(خورشید ایران)

غزل

از نتائج طبع ڈاکٹر مولانا مرزا محمد ہادی بی۔ اے پی ایچ ڈی۔

ہاں علم سمجھے ہیں یہ اسباب معیشت کو — کیا بدنام اس دنیا طلب فرقہ نے حکمت کو
توقع کس کو تھی الفت کی وہ آئے عیادت کو — دہلی بھی پوچھنے آئی نہ بیمار محبت کو
کبھی معشوق کا شکوہ کبھی روتے ہیں قسمت کو — یہ دیوانے محبت بد نام کرتے ہیں محبت کو
مذاق عشق میں اسکے ابھی باقی ہے کیفیت — نہ سمجھے یہ فن لا شعر تاج کی بلاغت کو
یہ سمجھے اکتساب علم کا مقصد تو کیا سمجھے — کہ ہر بہر سے فراہم کیجیے اسباب عزت کو
تمہارے وعدہ فردا کی یہ بے اعتباری ہے — قیامت ہو سلیقہ بھی جانے جو بیچ قیامت کو

خدا جانے ہے وہ صورت کہ کسی کی جو کہتی لگی — ابھی قیمت لگانے وہ خریدار جنت کو
جیو تو چھوڑ دو مے کیسی گو آج کی دگی — نہیں کوتاہ ابنائے ہی طرح سے اس قیمت کو
ہے وہ معشوق وہ شخص جسکا بابائے جنگی — کیا ہے ترک جنت کی ہوس میں عیش و عشرت کو
پرستاران وہ رہتا یہ ابھی جنت سے برتیں — کہ یہ فرزیں میں ڈھونڈھیں گے تو جلنا قیامت کو
تھا مجھے جو حیرانی کو آثار جنوں سمجھے — کلید عالم اسرار سمجھیں میری حیرت کو
تری باتوں سے سمندر تیری قیمت کی طبیعت کو — نہ کرنا ملنے ناصح برے اندازہ دشت کو
ہم اپنے اور بیکہ پر نکتہ شبیہی سمجھتے ہیں — لیے بیٹھا ہے سند یہ ہم اپنی نحوست کو
نکالی جائیگی تصویر اب وہ پیر برہمن میں — خدا جانے وہ کیا سمجھے ہوئے ہیں اپنی صورت کو
نہ ہونے دو مری مرقد پہ اے دل شمع و پروانہ — اکیلا رہنے دو جھکو بجھا دو شمع تربت کو
یہ وضع غیرت عاشق کبھی شکوہ نہیں کرتے — میں عمر جاوداں سمجھا کیا ہوں طول فرقت کو
نظر رعب نگاہ ہو جب گرے کے مر سکیے — بنایا سرمہ چشم بصیرت گرد غربت کو
مشیت سے ہوئی ہے موت کی تقدیر اور ان کی — خریدا جان دے کر اس متاع بیش قیمت کو
قریب انجے تو ہوں۔ مرزا ہیں جانے کا لوکی — ہم اپنی ہی رسائی پر رسا سمجھے ہیں قسمت کو
کبھی تو وہ بھی قائل آپ بھی دستبہ بند میں ہوتا — فقط میر گریباں پھاڑتا ہے وحشت کو
یہ دل کی جانبین سکو نکالے کس طرح کوئی — سمجھتے تھے بہت آساں ہم ترک محبت کو
انھی قدرداں ایسا سلامت رہتی زبانک — بھلا دیتی ہے جسکی مہربانی رنج غربت کو
غزل ایسی کسی مرزا اگر آپکی شاعری میں — بہت کچھ دخل ہے حجاب کے حسن جماعت کو

جام جہاں نما

ہاں پور کے منشی عالم خاں صاحب غالب بھی عجب قابل آدمی ہیں جنھوں نے یہ ماہواری رسالہ جاری فرمایا اور جو بڑے مذاق والوں کے سر جھکاتا ہے خود ہی نام رکھتے ہیں ۔ جام جہاں نما ۔ خود ہی عنوان پر یہ شعر لکھتے ہیں ؎

جمشید کا تو جام تھا جام جہاں نما
ساغر مگر ہمارا ہے کون و مکاں نما

اگر جمشید کا جام ہ ساغر کون و مکاں ہو کے آگے کمتر ہے تو پھر کون و مکاں نما کیوں نہ نام رکھا ہوتا ؎

کیوں نام تم نے رکھا تھا جام جہاں نما
ساغر اگر تمھارا ہے کون و مکاں نما

بہر حال جس مناسبت سے یہ رسالہ تالیف ہوا ہے اگر یہی مناسبت جام جم میں بھی صرف کی گئی تھی تو مرزا غالب کا فرمانا بالکل قابل تسلیم ہے ؎

اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا
جام جم سے تو مرا جام سفال اچھا ہے

سر دست اس کاغذی جام جہاں کو بجائے اردو کی ڈولی ہوئی کچھ بار کا ڈھیر کہنا زیادہ مناسب ہے۔ بار معنی کہ سر سے اخیر تک جو شعر ہے لنگڑا لولا ہے

جو شعر ہے اندھی کانی ہے چلیے اساتذہ کا کلام جو یا خود جام جہاں نما میں اپنی صورت دیکھنے والوں کا ایسے صاحبان علیشہ کا وجود بھی قدرت کے خوارق عادات میں سے ایک خرق عادت کہنا چاہیے۔ مثلاً عنوان ہی کا شعر ملاحظہ فرمائیے غالباً اسکا پہلا مصرعہ یوں ہوگا ؎

جمشید کا تو جام فقط تھا جہاں نما

اسمیں دو دو جام علوکلس دیے گئے۔ تاکہ لطف دوبالا ہو جائے۔ اسی طرح جو الفاظ پڑھے نہیں گئے وہ بھی حیوں کے تیوں نقل کر دیے گئے ؎

ببیں آں بے صحبت راہ کہ ہرگز
نخواہد دید روئی نیک بختی

غالباً صحیح شعر کے الفاظ یہ ہونگے ؎

ببیں آں بے حمیت را کہ ہرگز
نخواہد دید روئے نیک بختی

مقام نقل میں حسن انتخاب کے کرتوت ملاحظہ ہوں ؎

ایڈیٹر صاحب اپنے مضمون نویس حضرت انجم کے تخیل کو انکی بیاض سے نقل طبع کے لیے، اپنے ضروری التماس کے آخر میں درج فرماتے ہیں ؎

مجھے تیری ہے صرف ہے مجھے تم سے محبت ہے
یہ جان مقتل جانے فاق دیدہ ہم قرباں
مجھے تو تیری رعنائی نے دیوانہ بنایا ہے

نہ ہیں گلاروں کا شیدائی نہ میں ناہید پر قربان
پہلے مصرعہ کا وزن دوسرے مصرعہ کا مشکل اسکے بعد شعر کی معنویت پہ دل لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے۔

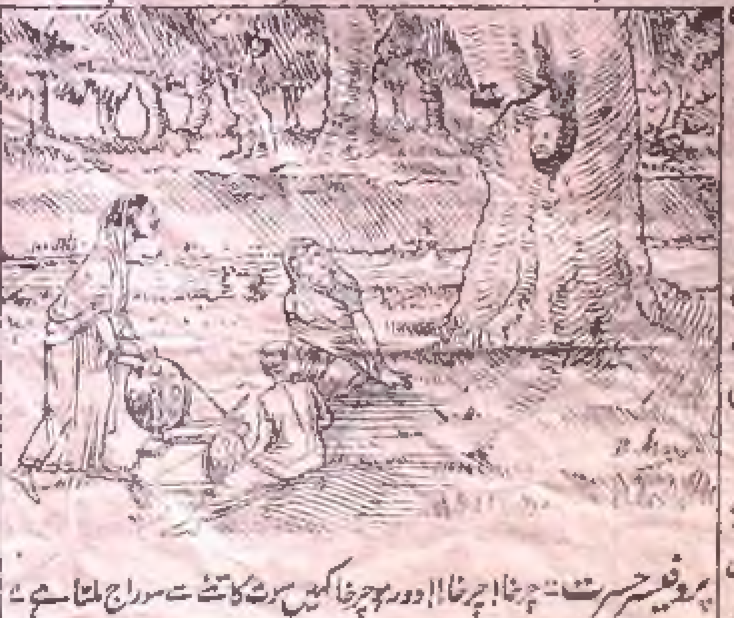
یہ شاعری کے ساتھ چہل ہے یا شاعری :۔

چوتھے مصرعے میں دو قافیوں نے بھی رعنائی کی صنعت سے متصف ہے۔ اس زرودو کا نام معشوقوں کے اسکول میں حضرت شاعر نے شاید ابھی لکھوایا ہے سنئے قیاس القیاس ناہید غالباً ناہید میاں قاسعوں کی زوجہ کا نام ہے آپ کی جان کی قسم اس تخیل کو ضروری التماس سے آزاد بھی لگا کر ہو شاعری کی مار پڑے

شعر کا ایک جملہ صحیح نہیں نظم کا ایک مصرعہ سید ھا نہیں۔ التماس ضروری کے بعد "گریہ محبت" کے عنوان سے کچھ اشعار ہیں۔ رسالہ صاحب کی "انگلیٹ" دیکھتے جو یہ اشعار بہت غنیمت ہیں۔ لینی مطلعوں تو ہیں شاعر کا مطلب تو واضح کرتے ہیں۔ لعبداز ان "سگ حضوری" کا افسانہ ہے اسمیں بیوی کی بیوفائی اور کتے کی وفاداری کا تقابل ہے۔ مگر یہ معلوم نہیں کہ "حضوری" میں "ی" کیسی ہے۔ فارسی کی مشکل غالباً غلط ہوگی "سگ حضور بہ از برادر دور" اب یوں کہیے :۔

سگ حضوری بہ از برادر دوری
ایں ہست فارسی لنڈوری

پھر "فصل برکات" میں ڈاکٹر محمد فاضل فیض قریشی



پروفیسر حسرت: چرخا! چرخا!! دور ہو چرخا کہیں سوت کاتنے سے سوراج ملتا ہے؟

انڈیری عثمانی بی اے علیگ اور قسری صاحب کی نصیح البیانی ہے سبحان اللہ بی اے اور علیگ ہونا شعریت کی مسلم دلیل ہے سبحان کئی بی اے دنیا میں ہیں جو شاعر ہوں آپ فرماتے ہیں ؎

منہ نہ بکھو یا لی و زمزم کا ہے
کیا کہوں یہ ابر ہو یا قدر کی برسات ہے

اے کیوں نہ خدا ایسے فاضلوں کو اردو کے سر پر سلامت رکھے ان کے دم سے وہ گھڑی دل جل جاتا ہے۔ دکن کا ایک مرثیہ گو فرماتا ہے ؎

چہ بام فلک پہ شب عید ہے اے عاشقان
تماکو گھر پہ کی رستی میں باندھ کے دکھلا دیا یاد کو

آج اسکا جواب ڈاکٹر صاحب کی زبان سے سن لیا۔ اسکے بعد ظہیری بدایونی صاحب کی نظم ہے مگر بیرنگ خیال سے منقول ہے۔ پھر "موت" ہے خدا جانے شعر گوئی کی یا نثاری کی؟ ہم تو کہتے ہیں دونوں کی خرخرز و نیما اس پر تنقید کر چکا ہے۔

صفحہ ۱۹ پر "شعلۂ عشق" ہر کا ہے سماں گوہر نو اور مس اختر بانو میں بیت بازی ہوتی ہے جیوڑا دونوں نے مزے دار پایا ہے۔ مس اختر بانو جن کی پھٹے پھٹے دیدوں والی تصویر سرورق پر ہے ایک شعر پڑھتی ہے دوسری لال تاجہ جس نے حافظ کا ایک شعر پڑھا ان کے ساتھ ہی پروفیسر ڈاکٹر اقبال کا ایک مطلع بھی سنایا ؎

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدۂ دل وا کرے کوئی

والدۂ شریفہ نے غالب کی بیت کا ٹکڑا لگایا۔

استاد غالب ایک بلند پایہ شاعر ضرور تھے مگر کبھی فارسی اشعار کا بعینہ ترجمہ اردو میں نظم کر جاتے اور کبھی محاورات کا۔ انکی اس عادت کو انکے معاصرین نے پسند نہیں کیا خصوصاً محاورات کا ترجمہ۔ مثلاً "تماشا کردن" یعنی دیدن خالص فارسی محاورہ ہے۔ ہم سے کوئی کہے کہ فلاں شخص نے دیر تک تماشا کیا تو ہم یہی سمجھینگے کہ وہ کوئی نٹ یا بازی گر ہوگا بھلے مانس کہیں تماشا کرتے ہیں؟ مگر دنیا خطا کی تقلید پر مائل ہے اور خطا کی ترویج زمن میں سمجھتی ہے لہذا پروفیسر اقبال صاحب نے تقلید غالب تپلیوں کا تماشا اپنے مطلع میں دکھایا اور وہی اختر بانو کو پسند آ گیا۔ اب کسی کا اعتراض کا حق نہیں ہے۔ اختر بانو کو کوئی محمد الدین فیروز آبادی صاحب کا سر سی کی جو بدو تو ہیں نہیں جو آفتی الراجح و شمس راکمش کے غلط اور غیر فصیح محاورے کو سنتے ہی چراغ پا ہو جائیں ؎

ایسے محاورے تو نہ کیا کرے کوئی
کیا کرے کوئی تو سنا کرے کوئی

آخری شعر وہی اختر بانو نے وعدہ مختصر سا کو گنایا ہے وہ بھی تھکے ہاتھوں سن لیجیے ارے ہاں کس کی رہی وہ کس کی ہو جائے گی فرماتی ہیں ؎

کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ
دگر نہ من ہماں خاکم کہ ہستم

ماشاءاللہ کس خوبی سے دونوں مصرعے جوڑے ہیں کہ فارسی والا قدردانی نے … ہیں یہی دونوں مصرعے تصنیف کیے ہیں۔

آگے چل کے اسی شعلۂ عشق کا دوسرا … ہوا ہے یعنی چوتھے باب کا آغاز ہے اسکا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ کوئی نصیرالدین خاں ہیں انکی مادہ کا نام عسکری خانم ہے۔ عسکری خانم کی طبیعت خیرات کی طرف بہت مائل ہے مگر بچہ نہونے کے باعث دل گرفتہ رہتی ہیں اتفاق سے ایک مصیبت زدہ عورت اپنے خصم کا دکھڑا روتی ہے کہ وہ آشنا کے پیچھے دیوانہ ہو گیا اور جورو کو گھر سے نکال دیا عسکری خانم اُسے … زمانے کا وعدہ اور پردہ داری کا وعظ فرماتی ہیں وہ دعا دیتی ہے خدا آپ کو چاند سا بیٹا دے یہ رونے لگتی ہیں نصیرالدین خاں اس زنانخانے میں پہنچے تشریف لاتے ہیں کہ بیٹا پیدا ہونے کی بنیاد … ڈالنا چاہتے ہیں رقیب … آواز دیتا ہے وہ غالباً صاحبزادے کی … کی … سی شکل سے ہی جاتی ہے۔ عسکری خانم گرمی کا عذر کرتی ہیں نصیرالدین خاں بجلی کے پنکھے کے نیچے لیجانے کا ارادہ کرتے ہیں عسکری خانم کہتی ہیں

بسر و چشم آغائے من ؎

آگے خود ایڈیٹر صاحب کی مناجات ہے جسکے صرف دو شعر اگر شعلۂ عشق کا ضمیمہ بنتے تو زیادہ مناسب تھا مگر یہ نظم علیحدہ لکھی ہوئی ہے شاعر فرماتا ہے ؎

ہوں میں مغلوب نفس بے ہمتا
تو اگر چاہے تو کر دے برملا
رحم و بخشش کا تو ہی دریا بہا
جا … میں پار کر دے تو صفا

عسکری خانم ان الفاظ میں دعا مانگتی تو چاند سا بیٹا جھٹ مل جاتا۔

شعلۂ عشق میں جو املا کی غلطیاں ہیں ان کو ہم نے عمداً نہیں لکھا۔ مثلاً … کی جگہ … العیق۔

بہرحال جام جہاں نما کی سیر آسان نہیں ہے ان چوہروں کے واسطے جو … جن صاحب کے پاس زر مفت ہو وہ بے تکلف خریداری کے اپنی عقلمندی کا ثبوت دیں۔ لکھائی چھپائی کاغذ حجم سب کچھ اچھا ہے سالانہ مبلغ تین عدد روپیہ ایڈیٹر صاحب جام جہاں نما مقام … پنجاب ارسال کیجیے۔ تو اللہ نے چاہا یہ رسالہ بسر و چشم آغائے من جو کہتا بجلی کے پنکھے کے نیچے آجائے گا۔

رواقہ

خاکسار ادبار

منطق الشعرا

ہیئت حضرت وارث الشعرا کی تحصیلی برہان

یہ نسخہ بھی لاجواب ہے پرانے گھرانے کا ستہ فراہم کیجیے اور ہر … غزلوں میں سے جس کسی کا شعر پسند آئے باپ کا مال سمجھ کے اپنی غزل میں درج کر لیجیے۔ آپ کا مال ہے۔ مصنف کا وہ … نہیں تو مؤلف کا خطاب ضرور مل جائے گا۔ چنانچہ بعض شاعروں نے یہی شیوہ اختیار کیا ہے مشاعرہ میں انکی غزل ایسی چوکھی ہوتی ہے کہ اپنے اچھے شاعر رشک کرتے ہیں۔ اتفاقاً ایک ایسے ہی شاعر سے بندہ کو ملنے کا اتفاق ہوا قضا را جتنے شعر انھوں نے پڑھے ان میں سے نصف بندہ کو پہلے ہی سے یاد تھے اور یہ بھی معلوم تھا کہ وہ کس کے طبعزاد ہیں۔ جب تک دوسروں کے اشعار سُنے خاموش رہا لیکن انھوں نے ایجاب پر بھی چوٹ کی یعنی میرے ایک شعر پر بھی حضرت نے ناجائز تصرف فرمایا وہ شعر تن بدن میں آگ لگ گئی صبر نہ ہو سکا جھٹ سے رعب سے پیش کر دیا کہ حضرت آپ کے اشعار میں صرف ایک ہی صنعت ہے جس کا نام صنائع نے ذیل میں درج نہیں سنی السرقہ آپ کو چوری اور سینہ زوری میں بہت ملکہ ہے۔ شاعر صاحب تھوڑی دیر تک سر بگریبان رہے بعد ازاں با تیکھے کہنے لگے۔ بھائی صاحب دنیا میں کوئی ایسا بھی ہے جو چوری کے جرم سے بری ہو۔

میں: کیا دنیا میں جتنے ہیں سب چور ہیں؟

وہ: جی ہاں سب چور ہیں والدین جان لیجیے بابا حوا نے مالک باغ کی اجازت لیے بغیر شجر ممنوعہ کا پھل خود بھی کھایا اور میاں کو بھی کھلایا کیا یہ چوری نہیں؟ عیسائی کہتے ہیں کہ انسان جنت سے آگ چرا لایا تھا اگرچہ جنت میں آگ کا کام نہیں آگ دوزخ میں ہوتی ہے تاہم یہ ایک تاریخی واقعہ ہے بغیر شہادت مسترد نہیں ہو سکتا۔ کیا یہ چوری نہیں ہے۔ نیسان کے قطرے بلندی سے گرتے ہیں سیپی منہ کھولے بیٹھی رہتی ہے ادھر بوند ٹپکی ادھر اس نے ہڑپ کر لی کیا یہ چوری نہیں ہے؟

درخت اُگتا ہے اسکے بیج زمین کے پیٹ میں چلے جاتے ہیں کیا یہ چوری نہیں ہے؟ ہوا درختوں کے خشک پتے جہاں جی چاہتا ہے اڑا لیجاتی ہے کیا یہ چوری نہیں ہے؟ گردش سماوی میں کرۂ انکسار ہوتا رہتا ہے ٹکڑے منتشر ہو کے مستقل کرات بن جاتے ہیں کیا یہ چوری نہیں۔ بھلا ہے عاشقی تو چوری سے بچنا غیر ممکن ہے۔ ہر کام دُنیا کی نگاہوں سے چھپا کے کیا جائے وہ چوری میں داخل ہے۔ جو فعل دوسروں کی خواہشوں پر ستم ڈھائے یا اور روشنی کے خلاف جاری کیا جائے وہ بھی چوری میں داخل ہے۔ … کا ذکر ختم چوری ہے … کی گوشہ گیری چوری ہے۔

میں: پناہ بخدا تمھاری چوری نے تو ناک میں دم کر دیا آخر کوئی شخص چوری سے محفوظ بھی ہے یا نہیں۔

وہ: ہرگز نہیں جس کسی کو آپ پناہ سمجھتے ہوں اُسکا نام لیجیے میں ثابت کر دوں گا کہ وہ پکا چور ہے۔

میں: بھلا یہ پڑوس میں جج صاحب جو رہتے ہیں



"میں تو کامریڈ اور ہمدرد پھر نکالتا ہوں مگر قومی اعانت حسب معمول درکار ہے"

"البلاغ یا الہلال نکالے بغیر چارہ کار نہیں"

"چرخا چلے بلا سے ٹلے"

"پھر وہی کنج قفس پھر وہی صیاد کا گھر"

ان کو جانتے ہو ہی؟

وہ۔ ہاں خوب جانتا ہوں اعلیٰ درجے کے چور ہیں۔ اعلیٰ حکام کی چوری سے رشوت لیتے ہیں۔ ثبوت چاہے کتنا ہی مضبوط ہو شبہ کا فائدہ مدعا علیہ یا چور کو عنایت فرماتے ہیں۔ سوال کتنا ہے یہ چوری ہے قانون کہتا ہے کہ ثبوت نہیں ملزم رہا۔ اور ضمیر کی چوری جج صاحب کے پائے نام۔ اگر کوئی چور چوری کے مال سے کورٹ فیس کی سٹمپ ادا کرے اور بعد کو وہ چور ثابت ہو کے سزا پا جائے تو کورٹ فیس کی رقم واپس نہ ہوگی۔ یہ بھی چوری ہے۔ فرض کیجیے کسی حاکم سے ستفیث یا ملزم نے بدزبانی کی حاکم صاحب کو غصہ آیا مگر دل میں کہا اسکی چھاتی زیر سے یا رس کے نیچے دبی ہوئی ہے جاتا کہاں ہے تجویز لکھتے وقت سمجھ لوں گا۔ یہ بھی چوری ہے۔ بھائی چوری ہر شے کی ہوتی ہے خواہ وہ محسوس ہو یا غیر محسوس الفاظ بھی چرایا جا سکتا ہے۔ عقل بھی چرائی جا سکتی ہے جیب کترہ بھی ہو سکتا ہے۔ الفاظ بھی مال منقول ہیں تخیل بھی جزو مسروق ہے۔ کسی قانون یا قسمت کی پابندی بھی سرقہ ہے آپ کا اختیار ہے اگر بڑے بڑے آدمیوں کو چوری کے الزام سے بچانا چاہتے ہوں تو اسکی دو قسمیں کر دیجیے ایک سرقہ جائز دوسرا ناجائز۔ اگرچہ جائز و عدم جواز کی تقسیم بھی ایک طرح سرقہ کی حمایت ہے مگر آپ کی ناطقہ نہ ہو سے قبول کرے گا آپ کہہ سکتے ہیں کہ مالک کی رضامندی جس اخذ میں شامل ہو وہ سرقہ نہیں مگر بندہ پرور رضائے حقیقی کا وجود اس دنیا میں عنقا ہے جس مقام پر انسان مجبور ہو جاتا ہے وہاں مجبوری رضامندی کر دیتی ہے اگر آتشی ہتھیار نہ ہو تو حکیم کی فیس بخوشی و رضامندی کبھی نہ دے۔ اگر قانون اپنے شکنجے میں نہ کسے تو کچہری کے رسوم اور وکیلوں کا محنتانہ کبھی ادا نہ کرے۔ برہنگی اگر ستی و ستائے تو برا ز دور بنیا مرچ کا پستی رہے۔ قدرت نے سب کو چور بنایا ہے ہم خداوند خدا کی جاتی ہے حضرت اسے منظم کر جانے

ہیں۔ برہنگی کا احساس داغی سرقہ ہے گوشت پوست خدا نے برہنہ بنایا اسکی خوبصورتی کو آپ لباس کے نیچے چرا کے رکھنے والے کون ہو؟ اس قسم کی چوریاں زراعت صنعت حرفت تجارت ملازمت گداگری مفت خوری غرضکہ ہر شے میں پیوست ہیں۔ دو پیسہ کی چادر بیچے ہیڈی بینڈی ترکیبوں سے اسکے تنکے ایک دوسرے میں پیوست کیجیے صاحب چادر کی خرابی تیار ہو جائے گی تنکوں کا عیب مستتر ہو جائے گا یہ چوری نہیں تو کیا ہے؟ غلہ پیدا کیا خدا نے مالک ہو گئے آپ اب یہ چوری نہیں تو کیا ہے؟ اے حضرت جب کوئی عورت بیٹھتی ہوتی ہے تو ہمجولیاں ستانے کے لیے کہتی ہیں تم نے کچھ چرایا ہے "واللہ سچ کہتی ہیں بیشک دھنے کچھ چرایا ہے"۔ گٹھری خود ہی کہہ رہی ہے کسی کی آنکھ دکھتی ہے اور لوگ کہتے ہیں تم نے آنکھ میں کچھ چرایا ہے۔ واقعی چرایا ہے۔ آپ ایک مرثیہ شاعرانہ کو لیے پھرتے ہیں حالانکہ شاعری خود ہی سرقہ ہے اور بعینہٖ سرقہ ہے۔ معشوق دل کا سارق ہے۔ عاشق دزدیدہ نظروں کا قدر شناس ہے۔ جو چوری کا حامی بنتا ہے وہ بھی چور ہے۔ جو چوروں کا حمایتی ہے وہ بھی چور ہے۔ الفاظ کسی کی ملکیت میں داخل نہیں آپنے ایک جگہ جمع کر دیے تو کس قانون سے وہ آپکے ہو گئے۔ پس اس دنیا میں ماں چور باپ چور حاکم چور محکوم چور حکیم چور مریض چور شیخ چور شیخ چور مرد چور عورت چور قاضی چور مفتی چور دنیا میں چور ہی چور ہے۔ عاشق چور معشوق چور۔ بچہ چور۔ جوان چور۔ بوڑھا چور۔ اڑیچر چور۔ میں چور۔ آپ چور۔ اگر چور کے گھر چوری ہو تو اسے برا ماننے کا حق نہیں۔ ایک درویش کے گھر میں چور آیا تو کیا درویش صاحب کوٹھری میں سو رہے ہیں اپنی چادر درویش کے قریب بچھائی اور اس غرض سے مکان کی دیکھ بھال میں مصروف ہوا کہ کچھ پاؤں تو اسے باندھوں مگر وہاں تھا ہی کیا مجبوراً واپس آیا اتنی دیر میں درویش صاحب نے کروٹ لی تو چور کا چادرہ بچھونا بن گیا تھا چور افطار کر رہا تھا کہ چادرہ خالی ہو

تو ادھر شاعروں مگر فقیر کو بیدار پاکے دوبارہ نہ سکا فقیر نے پوچھا بابا کہاں چلے؟ چور نے جواب دیا حضرت بچھونا تو چرا لیا اب آپ کے بیچ اوڑھنے کی تلاش میں جاتا ہوں۔ غش

ان تمام چوروں کی دیکھا دیکھی اخبار نویس بھی شاطر چور بن گئے ہیں جس پرچے میں دیکھیے ایک ہی مضمون ایک ہی طرح کی خبریں ہیں۔ کسی نے چار دن پہلے ایک مضمون لکھا وہی مضمون دوسرے نے چار دن بعد چھاپ دیا۔ ان سے کوئی شکایت نہیں کرتا تو مجھے شکایت کیوں ہو شعر کی چوری بھی وہی حکم رکھتی ہے جو نظم کی چوری۔

راقم

شاطر

نقل

نقش الدماغ

مولانا پنچ کی نوٹ بک

مہاتما اور نامہ نگار

مہاتما گاندھی کہتے ہیں کہ راہنمایان ملک کی عزت آبرو نامہ نگاروں کے ہاتھ ہے ہم کہتے ہیں کہ عزت خدا کے ہاتھ ہے نیت نیک اور خالص ہونی چاہیے۔ ہزار کوئی آپکے کلمات میں تحریف کرے آخر سچائی ظاہر ہو جائے گی نامہ نگار کسی کے در پے آبرو نہیں ہوتے سچ پوچھیے تو یہی نامہ نگار ہیں جنہوں نے ہر راہ گیر کو راہنما بنا دیا ورنہ ہمارا ملک باستثنائے چند حقیقی سعادتی میں کوئی راہنما نہیں رکھتا۔ راہنماؤں کا حال کوئی ہمارے دل سے پوچھے۔ راہنما وہ ہے جو بیمار ہوتا ہے تو بغیر لندن کی آب و ہوا میں گئے صحت یاب نہیں ہو سکتا۔ راہنما وہ ہے جو مذہبی سفارش سے اسلیے فائدہ اٹھاتا ہے کہ لندن کی سیر ہوگی ہوٹلوں کا پاک و پاکیزہ طعام ہوگا ہاتھ میں ہے گلفام کا جام ہوگا پہلو میں ہجانے دل ناکام کے ایک دل آرام ہوگا۔ سلیمان بن گئے

پریوں سے ہمکلام ہوگا جہاں پریوں کی دنیا ہو۔
آہ! وہ قوم راہنما وہ ہے جو صدر جماعت کا ناسپاس ہو مدرسہ کی خدمتیں جانے اگر وہ کچھ عنایت کریں تو جب ہی سکے باہر نکلے […] کرے جس مسلمان ہو اور راہنما صاحب کی گردن انکے عظیم احسانات کے بار سے اٹھ نہیں سکتی۔ راہنما وہ ہے جسکا ظاہر و باطن یکساں نہو خلوت میں کچھ کے جلوت میں کچھ۔ اگر نامہ نگار انکی سادہ لوحی کے چلتے ان کا قول نقل کردے تو خفا ہو جائیں۔
راہنما وہ ہے جسکو خود منزل مقصود کا نشان معلوم نہ ہو۔
راہنما وہ ہے جو قیمتی اور سنگین چکنی اور چرب غذائیں کھائے اور جلسوں میں باتیں بنائے کہ یارو تن آسانی چھوڑو ترک لذات ہو۔ راہنما وہ ہے جسکی تعلیم شراب خانہ اور قمار خانہ میں ہوئی ہو دنیا کی بداخلاقیوں میں سے ہر ایک کا ماہر کامل ہو مگر یہ سب کچھ "للّٰہیت" کے ساتھ۔
ایسے حرام خور اور بے ایمان راہنما اپنی آبرو ریزی کے خود ہی ذمہ دار ہیں۔ نامہ نگار غریب کی یہ مجال نہیں کہ انکی نسبت اپنے دل سے باتیں بنا بیٹھے۔

گالی کا جواب گالی

لارڈ لٹن گورنر بنگال کی ہرزہ سرائی کا جواب
نہ جلسہ بازی سے نہ کونسل میں سوالات بازی۔

لارڈ لٹن نے ہندوستانی مردوں اور عورتوں کو باجرأت ہندوستانی پولیس کی حمایت میں گالی دی ہے اور مسز سروجنی نائیڈو نے اسکے معارضہ بالمثل کیا ہے۔ لاٹ صاحب نے کہا تھا ہندوستانی مرد ہندوستانی عورتوں کو ابھارتے ہیں کہ وہ پولیس پر اپنی عصمت کے خلاف مصنوعی الزام لگائیں۔ مسز سروجنی نائیڈو جواب دیتی ہیں کہ لارڈ لٹن کی ماں بھی صنف نسواں میں داخل ہیں جو شخص بیباکی کے ساتھ دنیا کی صنف نسواں کے خلاف زبان کھولتا وہ اپنی ماں کو برا کہتا ہے اور اسے فاحشات کے جرگے میں بٹھاتا ہے۔

لارڈ لٹن صاحب! کچھ کے ٹھنڈا ہی کا نام ہے۔ یہ صنف نسواں نے اس سے زبان کو آجتک کوئی برا نہیں کہا۔ واللہ اگر عورتوں میں تمہارے مخالفت کی وبا پھیلی تو ناکوں چنے چبوا دیں گی۔ مرد تو یہی کہتے ہیں کیا نیز […] چلاؤ تو ہیں عدالت کے مجرم ہیں چار چار مہینا […] مقدمہ ہے انکی تقریر کا اقتباس پڑھے گا۔ یہ عورتیں آدمی نہیں ہیں عورتیں تو دیکھا کے کوسیں گی اور ایسی بے نقط سنائیں گی کہ سروجنی نائیڈو کو بھول جاؤ گے۔

زبردست دلیل

کسی زبردست دلیل کی بنیاد منطقی اور عقلی قضایا و قیاسات پر مبنی نہیں ہوتی وہ لوگ جھک مارتے ہیں جو آفتاب کے منکر کو منطقی دلائل سے قائل کرنا چاہتے ہیں۔ فی زمانہ زبردست دلیل گھونسا ہے اگر یہ گھونسا قوی ہو تو ادعا کے حقوق مسلم ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس زبردست دلیل کا نفاذ عنقریب سوڈان کے بارے میں ہونے والا ہے۔ جو ادکا حق کوشش دکھا دی کا حق۔ بذل مال و جان کا حق مصر کے دعاوی کی تائید کرتا ہے اور گھونسا برطانوی حق کا خیر خواہ ہے۔ تاحال اس مضبوط دلیل کو اہل مصر نے تسلیم نہیں کیا مگر آخر کار جس کسی کا گھونسا مضبوط ہوگا

وہی پیچ ہے ہیگا۔ […] ملکوں میں جو عراق و مصر کی نسبت ہندوستانی خلافت کمیٹیاں کس قسم کی جدوجہد پر آمادہ ہیں مگر ایسے ہی وقتوں کو آگرہ میں جانا اور جب وہ پیچ کا استعمال کرنا چاہیئے جو تحریک خلافت تک خلافت کمیٹیاں تھیں۔
خلافت ختم شد اب اس سوداگری سے جو نذیلہ نما ہوا ہے وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے بیٹھنے والے ہمدردوں کا حق ہے۔ سادہ لوحوں نے جل بھر کے مزے اڑائے تھے […] میں اب اشراقیین کا دور ہے کچھ دنوں یہ بھی لطف زندگی حاصل کریں

گواہ چست

اسٹیٹسمین صاحب لارڈ لٹن گورنر بنگال کی پشت پری بایں الفاظ فرماتے ہیں کہ بری بھلی عورتیں کہاں نہیں ہوتیں کیا انگلستان بھی بازاری عورتوں سے خالی ہے جو پولیس کے خلاف شرمناک الزام لگانے میں پیش پیش نہیں کرتیں۔ اس میں برا ماننے کی کونسی بات ہے بھلا چرنا نے کا […] تو مگر […] اس قسم کی رعایتیں کیوں ملحوظ رکھی جاتیں۔
اسٹیٹسمین صاحب لارڈ لٹن کے الفاظ بھول گئے جنمیں بازاری اور غیر بازاری کی تمیز نہیں ہندوستان میں بازاری عورتوں کے سوا کوئی شریف عورت غیر مرد سے ہمکلام ہونے کو بھی توہین تصور کرتی ہے۔ اسکے علاوہ بازاری عورتوں تک جس طرح دیگر تماشبینوں کی رسائی ہے اسی طرح پولیس والوں کی بھی۔ کیا پولیس والے بیوا کا حال نہیں جانتے؟
اگر لاٹ صاحب کی آنکھوں میں غرور نہیں ہے تو وہ دیکھ سکتے ہیں کہ مصنوعی مقدمات کے اجرا یا مصنوعی مجرموں کے چالان پر پولیس زیادہ قادر ہے یا غریب رعایا۔ ایک فرضی امر کو دیکھنا اور دوسرے حقیقی جرم کو نہ دیکھنا یہ چہ آئین ہے۔ تو وہی مثل ہوئی […] کو اونٹ نہیں سوجھتا کو مچھر کی ٹانگ پکڑتے ہیں۔ واہ بھئی لاٹ صاحب تم بھی کہو گے کہ میں لاٹ ہوں۔

بعض ضروری امور کا اظہار

(۱) جو حضرات ایک آدھ پرچہ نمونہ کے طور پر منگا لیتے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی ظرافت بھی اور رنگ ہوبہو (بجائے خود) مضامین کی قابلیت اڈیٹر کی استعداد سے انھیں کافی واقفیت ہو گئی انکی رائے اکثر صحیح نہیں ہوتی۔

ہمارا قاعدہ ہے کہ فالتو پرچہ دفتر میں بچ رہتے ہیں ان کو نمونہ میں صرف کر ڈالتے ہیں۔ طالب نمونہ کو اس ایک پرچہ میں اپنے مفید مطلب باتیں ملیں یا نہ ملیں اسکی پروا نہیں۔ لہذا کم از کم ایک سہ ماہی کے واسطے خریدار ہو جانا نمونہ طلب کرنے سے بدرجہا بہتر ہے۔ اگر اس قلیل مدت میں ناظر کو ظرافت کے ساتھ اخلاقی علمی و ادبی فوائد محسوس ہوں اور چند مضمون بھی اسکے مذاق کے مطابق مل جائیں تو دام وصول۔ ورنہ پنچ ہی ہزار نعمت کمائی ہے ما بخیر شما بسلامت۔

(۲) نمونہ پسند آنے پر وی پی کی فرمائش خواہ مخواہ ڈاکخانہ کی سخاوت دکھانے کے مساوی ہے اب حضرت سنی آرڈر بھیجیے کہ ہم انتظار وصول زر قیمت سے اور آپ انتظار ورود ہو تا (ہفتہ) کی زحمت سے بچیں اور دو آنہ کی جگہ چار آنہ بھی صرف نہوں۔

۳- بعض قدرداں دفتر سے ختم مدت ختم خریداری کی اطلاع پر توجہ نہیں فرماتے جب پرچہ بند ہو جاتا ہے تو ناراض ہوتے ہیں کہ کیوں ہمارا اعتبار نکیا اب جتنے پرچہ اس بیچ میں ناغہ ہو گئے سب اکٹھا بھیجو تاکہ فائل ناقص نہ رہے۔ ان کی تعمیل ارشاد صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ فالتو پرچہ دفتر میں موجود ہوں۔

۴ جو پرچہ ڈاکیوں کی نوازش سے گم ہو جائیں وہ صرف آٹھ یوم کے اندر دوبارہ بھیجے جا سکتے ہیں بعد ازاں شکایت کی ضرورت نہیں اطلاعی پوسٹ کارڈ بھیجنے پر بھیج دینگے۔

۵۔ اگر یہ پرچہ (پنچ) ملک کے لیے آپ کی رائے میں مفید ہے تو خود خریدار ہو جانے سے پوری قدر دانی ادا نہیں ہوتا بلکہ اپنے احباب میں اسکی اشاعت کی انتہائی کوشش بھی چاہیئے۔ خیر الناس من ینفع الناس۔

والسلام

منیجر

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائے گی۔

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائیگی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں کسی حالت میں بچے ہوئے پرچہ واپس نہ لیے جائینگے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) مجلدات اودھ پنچ سنہ ۱۹۲۳ء کی چند ہی جلدیں جمع ہو سکیں مشتاقین جلد طلب فرمائیں۔ قیمت فی جلد ہے مع محصولڈاک

(۲) جلد سنہ ۱۹۲۲ء کے ادھر بہار نمبروں میں انشاپردازی کے بہترین نمونہ موجود ہیں ظریفانہ مضامین کے مشتاقین کو فوراً طلب کرنا چاہیے قیمت فی جلد ۔ علاوہ محصولڈاک۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

موسم گرما کا تحفہ

...کے تیار کردہ مفرحات جنکی دھوم سارے ہندوستان میں ہے خاص میوہ جات کے افشرے اور عرقیات سے تیار کیے ہوئے شربت ہوتے ہیں۔ اور بینظیر صورت میں دلآویز ذائقہ میں خوشبو لطافت میں بے عدیل ہیں دل و دماغ کو فرحت، قلب کو سکون و راحت آنکھوں کو خنکی و طراوت بخشتے ہیں، شدت عطش کو دور کرتے ہیں - جلد طلب فرمائیے ۔

شربت بہار	شربت فالسہ	شربت بادام	شربت کیسر	شربت بید مشک	شربت کیوڑہ	شربت (الموہ تی)	شربت فالسہ
فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار
شربت سنگترہ	شربت لیمو	شربت نارنج	شربت انناس	شربت انگور	عرق کیوڑہ حیدرآبادی	عرق بید مشک لاہوری	
فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	

"ہر زماں بدلت گرداں حکمت کے مقولہ کو یاد رکھیے" ولایتی ایسنس و شکرین سے بنے ہوئے شربتوں سے پرہیز کیجیے فہرست مفت طلب فرمائیے قریب کا ریلوے اسٹیشن کا نام ضرور تحریر فرمائیے اور رقم پیشگی محصول ادا کرنے کے لیے روانہ کیجیے۔

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے مسیح کی طرح گانے کو زندگی

اور

ہمیشہ کے لیے فنون کی طرح سروں کے محفوظ رکھنے

بلکہ

گانے کے بعد وجاہت کاغذ پر لکھ لینے کی تدبیر بتا دی

ایک

مشہور و معروف کتاب ہے

جس کے

حصہ اول کے دوبارہ طبع شائع ہوچکے ہیں جاننے والے جانتے ہیں کہ اس حال موسیقی کے جز و علمی و عملی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کا

حصہ دوم

طبع ہوئی ہے - حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے کلام سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

پتے

تان سین کے عہد سے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُن کے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور پوری نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے -

استاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُن سے نقل کی گئی ہیں - لطف یہ کہ اگر آپ سُر گمے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتداء کتاب میں لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں اسکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملے گا فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لے کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے

قیمت حصہ دوم پانچ روپیہ مقرر کی جاتی ہے حصہ اول کی قیمت فی جلد - محصول ڈاک ہر حال میں ذمہ خریدار

المشتہر - منیجر اودھ پنچ لکھنؤ